یوحنا کی انجیل میں آپ کا یہ قول درج ہے: ''اگر کوئی میری باتیں سن کر ان پر عمل نہ کرے تو میں اس کو مجرم نہیں ٹھہراتا، کیونکہ میں دنیا کو مجرم ٹھہرانے نہیں، بلکہ دنیا کو نجات دینے آیا ہوں''۔(۱)

اس کے برخلاف محمد ﷺ پر اس کا صادق آنا محتاجِ بیان نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ بدکاروں شریروں' فاسقوں' فاجروں کو متنبہ کرنے اور نہ ماننے کی صورت میں مجرم ٹھہرا کر سزا دینے پر مامور تھے۔قرآن کریم میں متعدد مقامات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکیداً حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان مجرموں کے ساتھ اس وقت تک قتال جاری رکھیں یہاں تک کہ روئے زمین سے فتنہ ختم ہوجائے۔فرمایا:﴿**و قاتلوھم حتی لا تکون فتنة و یکون الدین کله لله**﴾(۲)اور فرمایا:﴿**فاما تثقفنھم فی الحرب فشرد بھم من خلفھم لعلھم یذکرون**﴾(۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ایسی مار مارے کہ جس سے ان کے حمایتیوں اور ساتھیوں میں بھگدڑ مچ جائے' ان کی حالت زار کو دیکھ کر وہ بھی عبرت حاصل کریں۔اور آپ ﷺ کی زندگی ہمارے سامنے ہے کہ آپ نے کفار کو کئی میدانوں میں شکست فاش دی، ان کو مجرم قرار دیکر سزائیں دیں، بعض کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ ان کو دیکھ کر دوسروں نے عبرت حاصل کی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگی کارنامے' عدالتی کاروائیاں آج تک تاریخ میں محفوظ ہیں۔اور یہ پیشن گوئی بالکل صحیح ہوگئی کہ اگر وہ آپ ﷺ پر گریں گے تو شکستہ اور ریزہ ریزہ ہوں گے اور اگر آپ ﷺ ان پر مسلط ہوں گے تو پیس دیں گے۔

وجہ ثالث:۔

رسول اکرم ﷺ نے خود بھی اپنی نبوت اور انبیاء سابقین کی نبوت اور پھر آپ پر نبوت کے ختم ہونے کو ایک تمثیل کے ذریعے بیان فرمایا۔جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیش کردہ بیان ''کونے کے سرے کا پتھر'' کے عین مطابق ہے۔آپ ﷺ کا ارشاد ہے:(**ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفونه و یعجبون له ویقولون : ھلا وضعت ھذہ اللبنة؟ قال : فانا اللبنة و انا خاتم النبین.**)(۴) ''میری اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی محل کی ہے جس کی عمارت بڑی خوبصورت ہے مگر اس کے ''کسی کونے میں ایک اینٹ'' کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔دیکھنے والے آتے ہیں، اس کے اردگرد گھوم کر دیکھتے ہیں اور عمارت کی خوبصورتی کو دیکھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہیں سوائے اس ایک اینٹ کی جگہ کے۔اس عمارت کی تکمیل مجھ سے ہوئی اور مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے''۔ (جاری ہے)

---

(۱) انجیل یوحنا۱۲:۴۷

(۲) الانفال:۳۹

(۳) الانفال:۵۷

(۴) متفق علیه

باب الفتاوی:

پاؤں کی پاکیزگی، بے ہوش کی نماز

بلال احمد

سوال: وضو کرنے کے بعد گیلا پاؤں ناپاک قالین پر پڑ جائے تو کیا پاؤں ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟ تفصیل سے وضاحت کریں؟ (ام عمران۔سکردو)

جواب: اگر آپ کا گیلا پاؤں خشک ناپاک قالین وغیرہ پر لگے تو اس کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے امام ابوداود نے روایت نقل کیا ہے (کنا لانتوضأ من موطئ ولا نکف شعرا ولا ثوبا) ''ہم ناپاک جگہ پر گزرتے تو پاؤں نہ دھوتے اور نہ نماز میں بال اور کپڑا درست کرتے'' (عون المعبود: ۸۳/ ۱۴۰) یہاں وضوء سے مراد وضوء لغوی ہے۔ اسلامی مسالک میں کوئی مسلک اس بات کا قائل نہیں کہ جسم پر باہر سے کسی قسم کی نجاست لگنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔لہذا یہاں وضو سے مراد وضو لغوی متعین ہے۔

امام بیہقی نے اسی حدیث پر اپنی کتاب (المعرفة) میں باب باندھا ہے (باب النجاسة اليابسة يطأها برجله أو يجر عليها ثوبه) اور امام ترمذی نے فرمایا: (وهو قول غير واحد من أهل العلم قالوا اذا وطئ الرجل على المكان القذر لايجب عليه غسل القدم الا أن يكون رطبا فيغسل ما أصابه) ''اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ اگر آدمی ناپاک جگہ پر چلے تو اس پر پاؤں کا دھونا واجب نہیں، جبکہ وہ ناپاک جگہ خشک ہو چکی ہو الا یہ کہ وہ نجاست تر ہو تو اس کو دھو دی جائے۔'' (ترمذی، الطهارة، باب ۱۰۹ ، الوضوء من الموطئ: ۱/ ۲۶۷) والله أعلم☆

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ سائل سکردو ہسپتال میں زیر علاج رہا اور کئی ایام کی نماز پنجگانہ کا ہوش نہ رہا۔ان نمازوں کی قضا ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیسے قضا کروں؟ (عبدالصمد بٹوپا۔ساکن سکردو)

جواب: اگر آپ کی نماز بیماری میں بے ہوشی کی حالت میں چھوٹ گئی ہے تو آپ پر کوئی قضا نہیں۔روی عبدالرزاق عن نافع ان ابن عمر اشتکی مرة غلب علی عقله حتی ترك الصلاة ثم افاق فلم يصل ماترك من الصلاة۔(فقه السنة: ۱/ ۲۴۱) ''نافع نے عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن عمر ایک دفعہ بیمار ہوا اور بے ہوشی طاری ہو گئی پھر جب ہوش آیا تو آپ نے چھوٹی ہوئی نماز نہیں پڑھی۔

☆ اس مسئلے میں تفصیلی بحث کے لئے اگلے شمارے کا انتظار کیجئے۔ عبدالوہاب خان